بشریٰ تحسین

ریسرچ اسکالر ڈیپارٹمنٹ آف اردو بلوچستان یونیورسٹی

پرنسپل گورنمنٹ کالج آف ایلمنٹری ایجوکیشن فار گرلز پشین

ڈاکٹر خالد محمود خٹک

ہیڈ آف اردو ڈیپارٹمنٹ، بلوچستان یونیورسٹی

شاہ نامہ اسلام میں قرآنی الفاظ اور آیات کا استعمال

Abstract

Hafeez Jalndhari described Islamic history in poetic from in Shah Nama e Islam which comprised in four volumes. He started this work in 1927. In all these four volumes ancestors of Holy Prophet Hazrat Muhammad PBUH, the then situation of country and nation up till the events of Ghazwa e Ahzab is described. To describe the events he made the Quranic verses and words as the part of the verses of the poem. For further explanation he wrote Quranic verses, translation and name of the chapter so that there would be no doubt in authenticity of events. In this article those verses form all the four volumes are selected that contains any words or verse form the Holy Quran.

Key words: Shah Nama e Islam, Quranic Words, Poetic History, Masnavi, Islamic Events, Quranic Verses, Past Glory, Authentic Narrations, Scientific Research

شاہ نامہ اسلام جو اسلام کی منظوم تاریخ ہے چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی پہلی جلد ۱۹۲۹ء دوسری ۱۹۳۳ء تیسری ۱۹۴۰ء چوتھی اور آخری جلد ۱۹۴۷ء میں منظر عام پر آئی۔ ان چاروں جلدوں میں حضرت محمدؐ اور انؐ کے آباو اجداد کے حالات، اُس علاقے کی تصویر کشی جہاں آپؐ پیدا ہوئے، آپؐ کی تعلیمات، تبلیغ میں پیش آنے والی مشکلات، ہجرت، غزوات (غزوہ بدر، اُحد، غزوہ احزاب) اور سرایا وغیرہ کا بیان ہے۔ یہ اس پس منظر میں طویل مثنوی ہے۔

حفیظ جالندھری نے شاہ نامہ لکھنے کی فکری، علمی اور عملی تیاریاں تو پہلے ہی سے کر رکھی تھیں کیونکہ ان کا فکری میلان انہیں اس بات پر آمادہ کر چکا تھا کہ اسلام کے آغاز اور عروج کے دور میں عقائد، عبادات، حقوق،

فرائض، روابط، نظم وضبط کی کیفیات اور ان سے ابھرنے والے واقعات کے بیان میں اتنی تاثیر اور ہمہ گیریت ہے کہ بیسویں صدی کے زوال آمادہ مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لیے محرک کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس پس منظر میں انہوں نے شاہ نامہ کا آغاز ۱۹۲۷ میں کر دیا تھا۔ اس کام کو باقاعدہ شروع کرنے کے ضمن میں "حفیظ کے پچاس برس" میں حفیظ جوبلی کمیٹی راولپنڈی" میں تحریر کرتی ہے کہ

"۱۹۲۷ میں حفیظ نے شاہنامہ اسلام لکھنے کا آغاز کر دیا۔ اس وقت وہ مخزن کا ایڈیٹر تھا اور مخزن سے کسی آمدنی کی توقع نہ تھی۔ جب تک رسالہ اپنا خرچ نکال کر کچھ نفع نہ دینے لگے گذر اوقات سخت مشکل تھی مگر اس دُھن کے پکے نے فاقے کیے اور پہلی جلد کا بہت سا حصہ لکھ ڈالا۔

اب شائع کرنے کی کوئی تدبیر، کوئی صورت نہ بنتی تھی۔ تاجران کتب کتاب مفت ہتھیا لینے پر آمادہ تھے۔ اس دوران میں حفیظ نے جالندھر کا ایک مکان بیچ کھایا۔ آخر شاہنامہ اسلام کے کچھ اقتباس "مخزن" میں شائع کر کے اپیل کی کہ پہلی جلد کی طباعت درکار ہے قیمت تین روپیہ فی نسخہ ہو گی جو شخص مجھ پر اعتماد کر کے اڑھائی روپیہ پیشگی بھیج دے میں اُس کا احسان مانوں گا اور تین روپیہ کی کتاب اڑھائی روپیہ میں نذر کروں گا۔ یہ اپیل کار گر ہوئی اور ڈیڑھ ہزار کتاب کی رقم پیشگی حفیظ کے پاس آ گئی۔ طبع ہونے پر کتاب قرض حسنہ ارسال کرنے والوں کی خدمت میں پیش کر دی گئی اور ملک بھر میں اس کتاب کی دھوم مچ گئی۔"(۱)

حفیظ جالندھری نے اسلامی واقعات کے ذیل میں قرآنی الفاظ و آیات کو شعر میں سمویا ہے۔ باالفاظ دیگر کہا جا سکتا ہے کہ قرآنی آیات یا الفاظ کی منظوم ترجمانی کی اور اس کے لیے تین طریقے استعمال کیے۔ ایک تو اپنے اشعار میں قرآن کے عربی متن کا کوئی لفظ یا قرآنی آیت کا فقرہ عربی متن میں ہی استعمال کیا ہے جیسے شاہ نامہ اسلام جلد اول صفحہ نمبر ۵۷ پر لکھتے ہیں:

کیا شیطان کو رُسوا عدوئے جان ووین کہہ کر
کیا سینوں کو روشن لااحب الافلین کہہ کر

دوسرے طریقے میں قرآن پاک کی کسی پوری آیت کی شعر میں منظوم ترجمانی کی ہے۔ ان کے اشعار میں ہو بہو قرآن کے الفاظ کے وہی معنی ادا کیے گئے ہیں جو عربی متن میں موجود ہیں۔ شاہ نامہ اسلام جلد اول کے ص ۶۸ پر یہ شعر ملاحظہ ہو

پدر بولا کہ بیٹا آج میں نے خواب دیکھا ہے
کتاب زندگی کااِک نرالا باب دیکھا ہے

شاہ نامہ کے اس شعر میں قرآن پاک کی سورہ الصافات کی آیت نمبر ۱۰۲ کی وضاحت کی ہے کہ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے سے کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، تیری کیا رائے ہے؟ شاہ نامہ میں اس طرح کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

تیسرا طریقہ بھی استعمال کیا کہ کسی قرآنی لفظ یا الفاظ کو نظم کا موضوع بنا دیا جیسے "اقرا" "السابقین الاولین"، اور "جاءالحق وزھق الباطل"۔ تیسرا طریقہ اگرچہ کم استعمال کیا ہے تاہم موجود ہے۔

حفیظ جالندھری نے شاہ نامہ اسلام کی ہر جلد کے اندرونی سرورق پر بھی یہ آیت لکھی ہے جو کہ سورہ الاسرا کی آیت نمبر ۸۱ ہے اور پارہ ۱۵ میں موجود ہے۔ جاءالحق وزھق الباطل ط۔ ان الباطل کان زھوقا، ترجمہ: حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ علاوہ ازیں جلد دوئم میں پہلے باب کا آغاز ہی آل عمران کی آیت نمبر ۱۲۳ سے ہو رہا ہے۔ ترجمہ اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔ تو اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ شاہ نامہ اسلام کی بابت ڈاکٹر علی محمد خان "لاہور کا دبستان شاعری" میں لکھتے ہیں۔

> "فردوسی کے "شاہنامہ" کے انداز پر اردو میں "شاہنامہ اسلام" لکھنا جو چار جلدوں پر مشتمل ہے اور جس میں حفیظ نے اسلام کی درخشندہ تاریخ کو نہایت موثر پیرئے میں نظم کیا ہے، بلاشبہ حفیظ کا ایک کارنامہ ہے۔"(۲)

حفیظ نے جس موضوع پر قلم اُٹھایا وہ بہت زیادہ احتیاط کا متقاضی تھا۔ وہ مذہب سے قلبی لگاؤ رکھتے تھے۔ مسلمانوں کے ماضی کی شان و شوکت سے بہت متاثر تھے۔ انہیں محسوس ہوا کہ مسلمانوں کی تاریخ کو غلط انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ دوسرا قوم کے نوجوان اپنی تاریخ سے کوسوں دور ہو چکے تھے۔ لہٰذا آس پاس کے حالات سے مجبور ہو کر انہوں نے ایسا کام کرنے کا اِرادہ کیا کہ جس سے امت مُسلمہ ایک ہو اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت رفتہ کو بحال کرئے۔ مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لیے اس سے بہتر صورت نہ تھی کہ ان کے سامنے اسلاف کے کارنامے بیان کیے جائیں۔ لہٰذا انہوں نے اپنا یہ مقصد شاعری سے حاصل کرنا چاہا اور شاہ نامہ اسلام تخلیق کر ڈالا۔ اس ضمن میں غلام مصطفٰی سیفی اپنی کتاب "ابوالاثر حفیظ جالندھری کی شاعری کا تنقیدی مطالعہ میں رقم طراز ہیں کہ:

"حفیظؔ شاہنامہ اسلام کے ذریعے ملت اسلامیہ کو خواب غفلت سے جگانا چاہتے ہیں۔ اس خدمت اسلام کو ہی شاعر نے اپنی زندگی کا اصل مقصد قرار دیا ہے"(۳)

اس میں تاریخی واقعات کا بیان ہے جو کہ خالصتاً مذہبی ہیں۔ مذہبی واقعات سے لوگوں کے جذبات وابستہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان میں کسی واقعے کی اصلیت سے انحراف نہیں کیا جا سکتا۔ واقعیت شاہ نامہ کی جان ہے۔ اس میں بے جان واقعات نہیں ہیں۔ انہوں نے جس واقعہ کو بیان کیا پوری صداقت سے موضوع سخن بنایا۔ الفاظ و آیاتِ قرآنی جو اشعار میں آئے ان کی مزید وضاحت کے لیے حاشیے میں متعلقہ روایات اور آیات قرآنی درج کر دی ہیں۔ انہوں نے ہر جگہ مستند روایات تحریر کی ہیں جس کی وجہ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے نہ صرف شاعری کی بلکہ اچھی طرح چھان پھٹک کرنے کی وجہ سے علمی تحقیق کا کام بھی سر انجام دیا۔ سید نواز حسن زیدی اپنے مقالے " حفیظ جالندھری۔ شخصیت و فن" میں رقم طراز ہیں کہ :

"شاہنامہ میں جابجا آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کو اشعار میں جزوی طور پر شامل کیا گیا ہے اور یہ اہتمام شاہنامہ کو مذہبی ادب میں شامل کرنے کے لیے کافی ہے کہ مذہبی کتب ہی میں قرآن و حدیث کے حوالے دیے جاتے ہیں اور ان کے استعمال سے اظہار و اثر میں اضافہ ہوتا ہے۔"(۴)

اس سے یہ پہلو بھی آشکار ہوتا ہے کہ اُن کی فکر قرآنی تھی۔ قرآن پاک کی آیات میں سینکڑوں جہاں پوشیدہ ہیں۔ قرآن پاک ہر آغاز کی تکمیل ہے۔ حفیظ کے کلام کا مستند ہونا قرآن پاک کی بدولت ہی ہے۔ انہوں نے قرآن پاک کے لفظ و آیت کے کچھ حصے کو شعر کا جزو بنا دیا یہ الفاظ مصرعے کے معنوی پہلو اور اس کی بحر میں سما گئے ہیں۔ اس سے معنی میں وسعت پیدا ہو گئی ہے۔ لفظوں کے اعتبار سے دیکھیں تو خوش گوار صوتی آہنگ نظر آتا ہے۔ ترکیبوں سے زبان میں وسعت پیدا کی جس سے ذخیرہ الفاظ میں بھی اضافہ ہوا۔ قرآنی الفاظ و آیات کے استعمال سے ان کا شاعرانہ لہجہ بدل گیا ہے۔ اسی لیے اس میں بوجھل پن کا احساس نہیں ہوتا اور یہ حسین و جمیل معلوم ہوتا ہے۔ قرآن پاک کے الفاظ کے استعمال سے نئی شعریات کے خالق بن گئے اور ان الفاظ کے استعمال سے کلام میں عظمت پیدا ہو گئی۔ حفیظ جالندھری جلد چہارم کے دیباچہ میں تحریر کرتے ہیں کہ :

"شاہنامہ اسلام ایک قلعہ ہے جو فولادی اور سنگلاخ بنیادوں پر قائم کیا گیا ہے۔ اس کی دیواریں پھول پتی سے نہیں اٹھائی گئی ہیں۔ اس کے بروج کو غنیم حوادث کا مقابلہ کرنے کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔ ان بھاری پتھروں کی تراش اور ان کو محل مناسب پر جمانے کے لیے جو صنعت اور مہارت صرف کی گئی ہے وہ فن شیشہ گری سے الگ ہے۔ اس قلعہ کا حُسن اس کے رعب، ہیبت اور وقار میں ہے۔

نازکی اور لچک میں نہیں کیونکہ یہاں نازکی اور لچک کمزوری پر دلالت کریں گی۔اس قلعہ میں تفریح کا سامان قلعہ کے اندر رہنے اور بسنے والوں کے ضبط و نظم اور قواعد و قوانین کی پابندی میں ہے۔"(۵)

یہاں وہ اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ انہوں نے اپنی شاعری میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے حسن و عشق، فراق و وصال یا ناز و کرشمہ کے نظارے دکھانے کی کوشش نہیں کی بلکہ ایک خاص تاثر کو ملحوظ رکھا ہے۔تاکہ اصل مقصد کو حاصل کیا جا سکے۔تاہم اس تمام عمل میں ان کی شاعرانہ خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یہاں حفیظ جالندھری کے شاہ نامہ اسلام کی چاروں جلدوں میں سے وہ اشعار درج کیے جا رہے ہیں جن میں قرآنی لفظ یا آیت کا کچھ حصہ شامل کیا گیا ہے۔

کیا شیطان کو رسوا عدوئے جان و دین کہہ کر
کیا سینوں کو روشن لا احب الافلین کہہ کر(۶)

یہ شعر "بیان حضرت ابراہیم خلیل اللہ" میں شامل ہے۔اشعار کی تعداد آٹھ ہے۔ حضرت ابراہیم کے معبوث ہونے کی بات کرتے ہوئے بتوں کے توڑنے کا ذکر اور پھر یہ شعر جس میں قرآنی الفاظ "لا احب الافلین" کا ذکر کیا ہے ان الفاظ کے ذریعے حفیظ جالندھری نے اس طرف توجہ دلائی کہ حضرت ابراہیم کا کہنا تھا کہ جس چیز کو ثبات نہیں جو ہمیشہ قائم رہنے والی نہیں ہے وہ رب عظیم کیسے ہو سکتی ہے؟ان فانی چیزوں میں رب ہو ہی نہیں سکتا اس لیے انہوں نے بتوں کو توڑ کر اللہ کا پیغام لوگوں میں پہنچایا۔اس ضمن میں حفیظ جالندھری نے حواشی میں ان الفاظ کے متعلق کوئی آیت، سورۃ یا پارہ کوئی حوالہ نہیں دیا۔ یہاں قرآن پاک کی آیت درج کی جا رہی ہے:

ترجمہ: پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا بولا اسے میرا رب ٹھہراتے ہو۔پھر جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے۔(۷)

یہ آیت سورہ انعام میں سے لی گئی ہے۔ سورہ انعام کے بنیادی موضوعات میں تین اصول توحید، نبوت اور قیامت کی طرف دعوت دینا ہے لیکن سب سے بڑا اور اہم مسئلہ توحید اور شرک و بت پرستی کو سمجھا گیا ہے۔زیادہ تر آیات میں روئے تخاطب مشرکین اور بت پرستوں کی طرف ہے۔ حفیظ جالندھری نے بھی اپنے شعر میں یہ الفاظ لا کر توحید کے تصور کو ابھارا ہے۔

یہی وہ قوم ہے جس کے لیے کھانوں کے مینہ برسے
کہ اترے من و سلویٰ ان کی خاطر آسماں پر سے(۸)

اس نظم کا عنوان "حضرت اسحٰق کی اولاد یعنی بنی اسرائیل کا بیان" کے تحت کل ۴۴، اشعار پر مشتمل نظم

ہے۔ حفیظ جالندھری نے حواشی میں البقرہ کی آیت تحریر کی ہے۔ ترجمہ: اور پہنچایا تمھارے پاس من و سلویٰ۔ البقر۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ الفاظ البقرہ سے لیے گئے ہیں۔ سورہ البقرہ قرآن پاک کی سب سے بڑی مدنی سورۃ ہے جو پارہ ۱، ۲، ۳ پر مشتمل ہے۔ اس کا مرکزی مضمون ہے بنی اسرائیل پر کیے گئے انعامات، ان انعامات کے مقابلے میں ان کی ناشکری، ان کے جرائم جیسے بچھڑے کی پوجا کرنا، حضرت موسیٰ سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے طرح طرح کے مطالبے کرنا، آیات قرآن کے ساتھ کفر کرنا، انبیاء کرام کو ناحق شہید کرنا اور عہد توڑنا۔ گائے ذبح کرنے کا واقعہ اور نبی کریمؐ کے زمانے میں موجود یہودیوں کے باطل نظریات اور ان کی خباثتوں کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ چند مزید مضامین قرآن پاک کی صداقت و حقانیت، قرآن پاک سے حقیقی ہدایت حاصل کرنے والوں کا بیان ان کے اوصاف، قرآن میں شک کرنے والے کفار کی بابت، حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا بیان، خانہ کعبہ کی تعمیر، قبلہ کی تبدیلی، عبادات و معاملات، تابوت سکینہ، طالوت اور جالوت میں ہونے والی جنگ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کرنے، گناہوں سے توبہ کرنے اور کفار کے خلاف مدد طلب کرنے کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے۔ مسلمانوں کو قیامت کے دن سے ڈرایا گیا ہے۔ حفیظ جالندھری نے اس شعر میں بنی اسرائیل پر اللہ پاک کی عنایت کا ذکر کیا ہے کہ ان کے لیے آسمان سے کھانا اترتا تھا یہ ان پر اللہ کا خاص کرم تھا۔ قرآن پاک کی آیت میں اللہ پاک فرماتا ہے کہ:

ترجمہ: ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا اور تم پر من و سلویٰ اتارا۔ کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور انہوں نے کچھ ہمارا نہ بگاڑا ہاں اپنی ہی جانوں کو بگاڑ کرتے تھے۔ (۹)

حفیظ جالندھری نے من و سلویٰ لکھ کر اس پورے واقعے کی طرف بخوبی اشارا کر دیا ہے۔ یہ الفاظ شعر پڑھتے ہوئے الگ سے محسوس نہیں ہوتے۔ اردو میں من و سلویٰ کی ترکیب بہت زیادہ مستعمل ہے۔ اس لیے اجنبی پن کا احساس نہیں ہوتا۔ ان کے شعر کے اس مفہوم اور قرآنی آیت کے مفہوم میں مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

بہر سو نغمہ صلی علیٰ گونجا فضاؤں میں
خوشی نے زندگی کی روح دوڑا دی ہواؤں میں (۱۰)

"ختم المرسلین رحمۃ للعالمین ولادت باسعادت" کے عنوان سے پچپن اشعار پر مشتمل نظم میں مرقع نگاری کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ حضورؐ آمنہؓ کی گود میں تشریف لے آئے تو جہاں میں چہار سو "صل علیٰ" کی گونج سنائی دی۔ اس سے وہ نبی اکرمؐ کی قدر و منزلت کو آشکار کر رہے ہیں۔ حواشی میں اس کی تشریح و توضیح کے لیے قرآن پاک کی آیت تحریر کی ہے تاہم سورۃ کا نام اور آیت نمبر تحریر نہیں کیا۔

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبیؐ پر اے ایمان والوان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔(۱۱)

یہ سورہ الاحزاب کی آیت ہے۔ اس سورہ کے مضامین تین اہم واقعات سے بحث کرتے ہیں۔ ایک غزوہ احزاب جو شوال پانچ ہجری میں پیش آیا، دوسرا غزوہ بنی قریظہ جو ذی القعد پانچ ہجری میں پیش آیا تیسرا حضرت زینبؓ کا نبیؐ سے نکاح جو اسی سال ذی قعدہ میں ہوا۔ اس سورہ مبارکہ میں دیگر مضامین کے ساتھ ساتھ نبی کریمؐ کی امتیازی خصوصیات بیان کی گئی ہیں اور آپؐ کی ذات اقدس پر درود و سلام بھیجنے کا حکم بھی دیا گیا۔ اس سورۃ میں امہات المومنین کو حجاب کا حکم دیا گیا۔

حفیظ جالندھری کا شعر بھی اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ نبیؐ پر درود "صل علیٰ" پڑھا گیا ہر طرف سے یہی گونج سنائی دی۔ جبکہ قرآنی آیت بھی آپؐ کے مرتبہ و منزلت کو تسلیم کرتے ہوئے بتا رہی ہے کہ اللہ پاک فرشتوں میں آپؐ کی تعریف و ثنا کرتا اور آپؐ پر رحمتیں بھیجتا ہے اور فرشتے بھی آپؐ کے درجات کی بلندی کی دعا کرتے ہیں اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ اہل زمین کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ بھی آپؐ پر صلوۃ و سلام بھیجیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسولؐ اللہ سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہم درود کس طرح پڑھیں۔ اس پر آپؐ نے وہ درود ابراہیمی بیان فرمایا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ حفیظ جالندھری کا شعر اور آیت قرآنی دونوں رسول پاکؐ پر درود پڑھنے کو واضح کر رہی ہیں۔

وہ اقراء کا سبق وہ ایک اُمی کا سبق پڑھنا
وہ ہمت کی بلندی اور ذوق و شوق کا بڑھنا(۱۲)
اُٹھا غار حرا سے ابرِ رحمت شانِ حق لے کر
لب اقراء باسم ربک الذی خلق لے کر(۱۳)

اول الذکر شعر "بیابان پر ابر رحمت کا سایا" میں شامل ہے۔ اس میں کل اٹھاون اشعار شامل ہیں جبکہ دوسرا شعر "اقراء" کے عنوان کے تحت پہلا شعر ہے۔ اس میں اشعار کی تعداد سات ہے۔ یہ دونوں اشعار سورہ العلق کی آیات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ "اقراء" یہ سب سے پہلی وحی ہے جو نبیؐ پر اُس وقت آئی جب آپؐ غار حرا میں عبادت میں مشغول تھے۔ فرشتے نے آکر کہا پڑھ آپؐ نے فرمایا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے آپؐ کو زور سے بھینچا اور کہا پڑھ آپؐ نے پھر وہی جواب دیا اس طرح تین مرتبہ اُس نے آپؐ کو بھینچا۔

حواشی میں حفیظ جالندھری نے سورہ العلق کی پانچ آیات معہ ترجمہ درج کیں ہیں اور سورۃ کے نام کے ذیل

میں سورہ اقراء درج کیا ہے۔ ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمھارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ (۱۴)

سورہ العلق کے دو حصے ہیں پہلا اقراء سے شروع ہو کر پانچویں آیت کے الفاظ مالم یعلم پر ختم ہوتا ہے اور دوسرا حصہ کلاان الانسان لیطفی سے شروع ہو کر آخر سورت تک چلتا ہے۔ پہلا حصہ وحی پر مشتمل ہے۔ ان آیات میں مخلوقات میں سے بطور خاص انسان کی پیدائش کا ذکر فرمایا جس سے انسان کا شرف واضح ہے۔ جب آپؐ نے کہا میں تو قاری نہیں ہوں اللہ نے فرمایا اللہ بہت کرم کرنے والا ہے۔ پڑھ یعنی انسانوں کی کوتاہیوں سے در گزر کرنا اس کا خاص وصف ہے۔ قلم کے معنی قطع کرنا، تراشنا، قلم پہلے زمانے میں تراش کر بنائے جاتے تھے اس لیے آلہ کتابت کو قلم سے تعبیر کیا۔ کچھ علم انسان کے ذہن میں ہوتا ہے کچھ کا اظہار زبان کے ذریعے ہوتا ہے۔ کچھ انسان قلم سے ضبط تحریر میں لے آتا ہے۔ ذہن میں جو کچھ ہوتا ہے وہ انسان کے ساتھ چلا جاتا ہے۔ زبان سے جس کا اظہار کرتا ہے وہ بھی محفوظ نہیں رہتا البتہ قلم سے لکھا ہوا اگر کسی وجہ سے ضائع نہ ہو تو ہمیشہ محفوظ رہتا ہے۔ اس قلم کی بدولت تمام علوم، پچھلے لوگوں کی تاریخیں اور اسلاف کا علمی ذخیرہ محفوظ ہے۔ حتیٰ کہ آسمانی کتابوں کی حفاظت کا بھی ذریعہ ہے۔ اس سے قلم کی اہمیت محتاجِ وضاحت نہیں رہتی۔ اسی لیے اللہ پاک نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے تمام مخلوقات کی تقدیر لکھنے کا حکم دیا۔ ان کے اشعار قرآن پاک کی آیات کے ترجمان ہیں۔

ملا ہو جس کو یہ فرماں کہ ہاں فاصدع بما تومر
خدا کے حکم کو پھر کھول کر کہتا نہ وہ کیوں کر (۱۵)

"السابقین الاولین" کے عنوان سے دس اشعار پر مشتمل نظم میں درج بالا شعر شامل ہے۔ شروع شروع میں مسلمانوں کی مختصر جماعت تھی جو اللہ پاک کا ذکر، اُس کی عبادت خفیہ طور پر کرتی تھی۔ اس کے لیے حضور پاکؐ کسی پہاڑ میں چلے جاتے اور نماز ادا کرتے ان کے قریبی ساتھیوں کے علاوہ کسی اور کو اس بات کی خبر نہ ہوتی تھی لیکن پھر اللہ پاک کی طرف سے آیت نازل ہوئی۔ حفیظ جالندھری نے یہ آیت حواشی میں درج کی معہ ترجمہ لیکن سورت، آیت یا پارہ نمبر کی وضاحت نہیں کی ہے۔

ترجمہ: تو اعلانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔ (۱۶)

یہ آیت سورہ الحجر میں موجود ہے۔ اس سورہ میں ایک طرف توحید کے دلائل کی طرف مختصر اشارے کیے گئے ہیں تو دوسری طرف قصہ آدم و ابلیس سنا کر نصیحت فرمائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ انبیاء و رُسل کا ذکر آیا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام اور اُن کی قوم کا ذکر پھر قوم شعیب اور قوم صالح کے انجام کو صراحت کے ساتھ بیان کیا

ہے۔ سورۃ کے آخر میں نبی پاکؐ کے ساتھ مفصل خطاب کیا گیا ہے جس میں انہیں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ آپؐ کو جس بات کا حکم ہوا مشرکوں کی پروا کیے بغیر ڈنکے کی چوٹ پر اُس کا اعلان کر دیں اُن کے ہنسی مذاق سے ہم خود نپٹ لیں گے۔ یہ حکم ملنے کے بعد آپؐ اور اُن کے ساتھیوں نے اعلانیہ تبلیغ و عبادات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ حفیظ جالندھری نے اپنے شعر میں صرف تین الفاظ کی مدد سے اس واقعہ کی طرف اشارہ کر کے شعر کے معنوی حُسن میں بھی اضافہ کر دیا۔

یہ فرما کر پڑھیں حٰم کی آیات قرآنی
سنیں عتبہ نے سن کر ہو گیا غرقاب حیرانی(۱۷)

بعنوان "ارشادِ نبوت" بارہ اشعار پر مشتمل نظم عُتبہ بن ربیعہ کے سوالات اور ترغیبات کے جواب پر مشتمل ہے۔ حفیظ جالندھری اس حصے میں بتا رہے ہیں کہ آپؐ نے عتبہ کے سوالوں کے جواب میں "حٰم السجدہ" قرآن پاک کی آیات پڑھیں شعر میں صرف "حٰم" لکھ کر حواشی میں دو آیات درج کی ہیں۔ ترجمہ: تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تم ہی جیسا ہوں مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اس کے حضور سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور خرابی ہے شرک والوں کو۔ تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور اُس کے ہمسر ٹھہراتے ہو وہ ہے سارے جہان کا رب۔(۱۸)

عتبہ کی تمام گفتگو آپؐ نے خاموشی سے سنی پھر آپؐ نے فرمایا آپ کو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا اب میری بات سنو آپؐ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اسی سورت کی تلاوت شروع کی عتبہ یہ سنتا رہا۔ آیت ۳۸ پر پہنچ کر آپؐ نے سجدہ کیا پھر سر اٹھا کر کہا آپ نے میرا جواب سن لیا۔ عتبہ جب اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا عتبہ کا چہرہ بدلا ہوا ہے یہ وہ صورت نہیں ہے جو لے کر گیا تھا۔ اُس نے اپنے ساتھیوں کو بتایا میری بات مانو اور اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلام کچھ رنگ لا کر رہے گا۔

قرآن پاک میں حضورؐ اور عتبہ کے مناظرہ کے ساتھ ساتھ اس مخالفت کو موضوع بنایا ہے جو قرآن مجید کی دعوت کو روک دینے کے لیے کفار مکہ کی طرف سے انتہائی ہٹ دھرمی کے ساتھ کی جا رہی تھی۔ وہ نبیؐ سے کہتے تھے آپؐ اپنی دعوت کا کام کریں ہم آپؐ کی مخالفت میں جو کچھ ہم سے ہو سکے گا کریں گے۔ اس سورہ میں اللہ پاک نے مخالفین کو جواب دینے کے ساتھ ساتھ انتہائی ناسازگار حالات میں مسلمانوں کی ہمت بھی بندھائی کہ تم بے یار و مددگار نہیں ہو۔ جب اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر لیا تو پھر وہ خود تمہارا محافظ و مددگار ہے۔ اخلاق حسنہ اور صبر سے کام لو اور اللہ کی پناہ مانگو۔

حفیظ جالندھری نے جن دو آیات کا حوالہ دیا ہے ان کے مطابق آپؐ نے عتبہ سے کہا کہ میرے اور آپ کے درمیان میں صرف یہ فرق ہے کہ مجھ پر وحی الٰہی نازل ہوتی ہے اور جو دعوت دین میں دے رہا ہوں وہ ایسی نہیں کہ اُسے سمجھا نہ جا سکے تو پھر آپ لوگ کیوں منہ پھیرتے ہو۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر آیا ہے کہ زمین کو دو دن میں بنایا سے مراد اتوار اور سوموار زمین کو آسمان کے بعد بنایا۔ حفیظ جالندھری نے "حٰم" لکھ کر واقعات کی صداقت کو عیاں کیا۔ یہ لفظ الگ محسوس نہیں ہو رہا بلکہ شاعری کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔

کہا اللہ ساتھی ہے تو کیا اندیشہ دشمن
رکھ ان اللہ معنا پر نظر اے دوست لا تحزن (۱۹)

"انعام کا اعلان اور تلاش" عنوان کے ذیل میں چھ اشعار پر مشتمل نظم کا آخری شعر ہے۔ یہاں حفیظ نے "ان اللہ معنا" اور "لا تحزن" کے ذریعے اُس قصے کی طرف اشارہ کیا کہ جب حضورؐ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ غار میں مقیم تھے حواشی میں انہوں نے متعلقہ آیت ترجمہ اور سورہ کا نام بھی درج کیا ہے لیکن مکمل آیت تحریر نہیں کی۔ تاہم ان کی یہ تفصیلات بھی واقعہ کی صداقت کو ظاہر کرتی ہیں۔ یہاں قرآن پاک کی آیت کا مکمل ترجمہ درج کیا جا رہا ہے۔

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا۔ صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بار نیچے ڈالی۔ اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (۲۰)

یہ آیت سورۃ توبہ سے لی گی ہے۔ یہ سورۃ تین تقریروں پر مشتمل ہے۔ پہلی تقریر آغاز سے رکوع نمبر پانچ، دوسری رکوع چھ سے رکوع نو تیسری اور آخری رکوع نمبر دس سے شروع ہو کر اختتام سورت تک ہے۔ اس سورت کے مرکزی مضمون میں مشرکین اور اہل کتاب کے خلاف جہاد کرنے کے احکام بیان کیے گئے ہیں اور غزوہ تبوک سے منافقوں کو روک کر مسلمانوں اور منافقوں میں امتیاز کیا گیا۔ اس کے علاوہ دیگر مضامین کا بیان بھی ملتا ہے۔ جن میں کفار مکہ کے مسلمانوں سے افضل ہونے کے دعویٰ کو رد کرنا غزوہ حنین کا واقعہ زکوٰۃ کے مصارف، مسجد ضرار کا واقعہ، مسجد قبا کی فضیلت، حضرت کعب بن ملک، حضرت بلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع کی توبہ کا واقعہ اور ہجرت کے وقت نبی کریمؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی غار ثور میں ہونے والی گفتگو کا بیان ملتا ہے۔ حفیظ

جالندھری کے شعر میں قرآنی آیت کا رنگ نمایاں طور پر موجود ہے۔ قرآن پاک میں اللہ پاک جہاد میں نہ جانے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت محمدؐ اور ابو بکر صدیقؓ کے قیام غار والے قصے کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اللہ کسی شخص کی مدد کا محتاج نہیں اس نے اپنے پیغمبر کی مدد اس وقت بھی کی جب اُس نے غار میں پناہ لی تھی اور اپنے ساتھی ابو بکرؓ سے کہا تھا" غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے "حضورؐ نے فرمایا اے ابو بکر تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ یعنی اللہ کی مدد اور اس کی نصرت جن کے شامل حال ہے۔

بِنا ہے سورہ انفال میری اس گزارش کی
فرشتے حق نے بھیجے اور احسانوں کی بارش کی (۲۱)

"غزوہ بدر کی فضیلت" عنوان کے تحت چودہ اشعار پر مشتمل نظم کا چوتھا شعر ہے۔ اس پوری نظم میں غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ ہونے کے باوجود انہیں جو شاندار کامیابی نصیب ہوئی اُس کا بیان ہے۔ اس کامیابی کے پیچھے اللہ پاک کی مدد شامل حال تھی اور یہ کہ غرور و تکبر مٹ جاتا ہے۔ اللہ پاک صبر و استقلال والوں کا حامی و ناصر ہوتا ہے۔ حاشیے میں انہوں نے سورہ انفال کی دو آیات معہ ترجمہ لکھی ہیں جو کہ مکمل نہیں ہیں۔ یہاں مکمل دو آیات کا ترجمہ درج کیا جا رہا ہے۔ ترجمہ: جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس کی طرف سے تمہاری تسکین تھی اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جما دے۔ جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دوں گا تو کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔ (۲۲)

قرآن پاک کی سورہ انفال میں غزوہ بدر کے بارے میں بہت سے نکات بیان ہوئے ہیں۔ اس میں غنائم جنگی کے بارے میں اسلام کا یہ موقف واضح کیا گیا ہے کہ جنگی غنیمت اسلامی ریاست کی ملکیت ہوتی ہے جنگی اخلاقیات کا ذکر ہے کہ اسلام نے یہ تصور مسترد کر دیا ہے کہ جنگ میں ہر کام جائز ہے۔ مسلمانوں کو بتایا کہ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لیے آہنی اسلحہ سے زیادہ آہنی ارادے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آہنی ارادے کے لیے تائید غیبی کی ضرورت ہوتی ہے جو ایمان کی خاص کیفیت سے حاصل ہوتی ہے۔ حفیظ جالندھری اس نظم میں قرآنی آیات کی مکمل ترجمانی کر رہے ہیں کہ کس طرح اللہ پاک نے فرشتوں کے ذریعے سے اور خاص اپنی طرف سے مسلمانوں کی بدر میں مدد فرمائی۔

وہی بندہ جو نکلا اہل اقدامات اسرےٰ کا
وہ جس کے ہاتھ نے الٹا نقاب آیات کبریٰ کا(۲۳)

"بعنوان محمدؐ" نظم کا آغاز سورہ الاحزاب کی قرآنی آیات سے ہوتا ہے۔ ستائیس اشعار پر مشتمل جس میں رسول پاکؐ کی تعریف و توصیف، اسمائے رسول، صفات رسول اور معجزات کا ذکر کیا گیا ہے۔ "اسرائے" اور "آیات کبریٰ" سے ذہن فوراً معراج کی طرف جاتا ہے۔ قرآن پاک کی آیت میں ہے کہ ترجمہ: پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔(۲۴)

سورہ بنی اسرائیل جسے سورہ الاسراء بھی کہا جاتا ہے اس سورہ کے مضامین میں نبوت کے دلائل خاص کر حضورؐ کی معراج کا معجزہ، قوم بنی اسرائیل کا قصہ، اس دنیا کی زندگی کے حساب کتاب کے مسئلے، توحید اور خداشناسی، انسان کی دوسری مخلوقات پر برتری۔ اخلاقی بیماریوں کے علاج میں قرآن کی تاثیر مختصراً یہ سورہ عقیدتی،، اخلاقی اور اجتماعی بحثوں پر مشتمل ہے۔

اسے سورہ الاسراء کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں نبیؐ کے اسراء (رات کو مسجد اقصیٰ لے جانے) کا ذکر ہے۔ نبیؐ کو جو معراج ہوئی یعنی آسمانوں پر لے جایا گیا۔ مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں اور سدرۃ المنتہیٰ پر جو عرش سے نیچے ساتویں آسمان پر ہے اللہ پاک نے وحی کے ذریعے نماز اور دیگر چیزیں عطا کیں۔ صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک علماء اس بات کے قائل ہیں کہ یہ معراج حالت بیداری میں ہوئی۔ معراج کے دو حصے ہیں۔ پہلا اسراء جو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر ہے یہاں آپؐ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔ بیت المقدس سے پھر آسمانوں کی طرف لے جایا گیا۔ یہ سفر کا دوسرا حصہ ہے جسے معراج کہا جاتا ہے۔ اس کا تذکرہ سورہ نجم میں کیا گیا ہے۔ اس پورے سفر کو معراج کہا جاتا ہے۔ سفر کا دوسرا حصہ پہلے سے زیادہ اہم ہے اس لیے معراج کے نام سے مشہور ہو گیا۔

وہ جس نے منتہائے حسن معنی اِسی طرح دیکھے
نگاہیں رُو برُو اور فاصلہ قوسین اوادنی(۲۵)

بعنوان "محمدؐ" ستائیس اشعار پر مشتمل نظم ہے۔ جس میں یہ شعر شامل ہے۔ اس میں حفیظ جالندھری نے حضورؐ کی شخصیت کو موضوع سخن بنایا زیر بحث شعر میں وہ معراج کے واقعہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ جب آپؐ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا آپؐ اور جبرئیلؑ کے درمیان دو ہاتھوں کے بقدر فاصلہ تھا۔ آپؐ نے جبرئیلؑ کو

ان کی اصل شکل میں دیکھا۔ حاشیے میں حفیظ نے واقعہ کی سند کے لیے سورہ النجم کی مکمل آیت و ترجمہ تحریر کیا ہے۔
ترجمہ: اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اُتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ (۲۶)

سورہ النجم کا موضوع کفار مکہ کو اُس رویے کی غلطی پر متنبہ کرنا ہے جو وہ قرآن اور محمدؐ کے مقابلے میں اختیار کیے ہوئے تھے۔ محمدؐ بہکے اور بھٹکے ہوئے نہیں ہیں وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی کے ذریعے ان پر نازل ہوتا ہے۔ جن حقیقتوں کو وہ بیان کرتے ہیں ان کی آنکھوں دیکھی ہیں۔ انہوں نے فرشتے کو خود دیکھا ہے جس کے ذریعے سے اُن کو یہ علم دیا جاتا ہے انہیں اپنے رب کی عظیم نشانیوں کا مشاہدہ کرایا گیا ہے۔ وہ جو کہہ رہے ہیں دیکھنے کے بعد کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد تین مضمون بیان ہوئے ہیں۔ پہلا محض گمان اور من مانے مفروضات پر دین کی پیروی نہ کرو جیسے کہ تم لات، منات اور عزیٰ کو مان کر کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لاؤ۔ پھر بتایا اللہ تمام کائنات کا مالک ہے اُس کے راستے پر چلو پھر دین کے چند بنیادی امور لوگوں کے سامنے پیش کیے۔ آخر میں کہا گیا کہ محمدؐ اور قرآن مجید کے ذریعے تم لوگوں کو آخرت سے آگاہ کیا جا رہا ہے۔ حفیظ جالندھری نے اس واقعہ کو شاعری میں سمو کر اس کی حقیقی ترجمانی کی ہے۔

وہ جس نے انتم الاعلون کا مژدہ سنایا تھا
اِسے خاموش کرنے کو انہیں شیطان لایا تھا (۲۷)

یہ شعر "ان کے ارادے" نظم میں شامل ہے۔ کل چھ اشعار ہیں۔ یہاں حفیظ جالندھری کفار کے ارادوں کے حوالے سے بات کر رہے ہیں کہ وہ اکثریت کے بل بوتے پر مسلمانوں کو ختم کرنے کی نیت رکھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ اللہ کے نام لیواؤں پر غالب آجائیں گے۔ حفیظ جالندھری نے شعر میں "انتم الاعلون" کے الفاظ استعمال کیے اور وضاحت کے لیے حواشی میں مکمل آیت اور سورہ کا نام تحریر کیا ہے۔ البتہ ترجمہ نہیں لکھا۔

ترجمہ: اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (۲۸)

سورہ آل عمران دو حصوں میں منقسم ہے۔ نصف میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اہل کتاب خصوصاً نصاریٰ کی گمراہیوں کا ذکر ہے۔ دوسرے حصے میں مسلمانوں کو اہل کتاب کی گمراہ کن چالوں سے خبردار کیا ہے۔ جو وہ ان کو راہ حق سے ہٹانے کے لیے اختیار کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنے اطاعت پر جمے رہنے، جہاد کرنے اور امتحان کے مواقع پر انتشار و اختلاف سے بچنے کی تاکید فرمائی کہ اس طرح وہ اسلام کی پیروی کا صحیح حق ادا کر سکیں گے۔

اگرچہ رنگ حسرت اس خبر سے دل پہ طاری تھا
لبوں پر قد خلت من قبلہ کا ورد جاری تھا (۲۹)

"مگر وہ جو پیشتر سے زیادہ ثابت قدم ہو گئے "آٹھ اشعار پر مشتمل نظم ہے۔ غزوہ احد میں جب یہ افواہ پھیلی کہ آنحضرتؐ شہید ہو گئے ہیں تو مسلمانوں نے ہمت ہار دی حالانکہ یہ خبر غلط تھی واقعہ یہ تھا کہ حضورؐ زندہ سلامت تھے آپؐ نے جو عزم و استقلال اس غزوہ میں دکھایا اُس کی مثال نہیں ملتی۔ باوجود زخمی ہونے کے آپؐ آخر تک دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔ حواشی میں حفیظ جالندھری لکھتے ہیں طلب گاران شہادت نے تلواروں کے نیام پھینک دیے اور فوج مشرکین میں گھس گئے ان کی زبانوں پر یہ آیت جاری تھی۔ حفیظ جالندھری نے مذکورہ آیت حواشی میں تحریر کی یہاں مکمل ترجمہ درج کیا جارہا ہے۔

ترجمہ: اور محمدؐ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔ (۳۰)

آل عمران کی اس آیت میں اللہ پاک فرماتا ہے کہ محمدؐ صرف رسول ہی ہیں یعنی ان کا امتیاز وصف رسالت ہی ہے یہ نہیں کہ وہ بشری خصائل سے بالاتر اور خدائی صفات سے متصف ہوں کہ انہیں موت سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ حفیظ جالندھری شاعری کے ذریعے اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ افواہ پھیلنے کی وجہ سے مسلمان لڑائی سے پیچھے ہٹ گئے جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نبی کا کافروں کے ہاتھوں شہید ہونا یا اُس پر موت کا وار ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پچھلے انبیا بھی موت سے ہمکنار ہوئے۔ اگر آپؐ بھی بالفرض اس سے دوچار ہوں تو کیا تم اس دین سے پھر جاؤ گے یاد رکھو جو پھرے گا اپنا ہی نقصان کرے گا۔ اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔

یہ ارشادات والا سن کے لوگوں کو سکوں آیا
سمجھ میں معنی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آیا (۳۱)

"شہیدوں کا احترام "عنوان کے ذیل میں یہ شعر شامل ہے۔ اس میں اشعار کی کل تعداد پندرہ ہے۔ اس شعر میں حفیظ جالندھری سورہ البقرہ کی اس آیت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

ترجمہ: کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ (۳۲)

غزوہ احد میں جب حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے تھے تو مسلمان اکٹھے ہو کر آپؐ کے گھر جمع ہو گئے اور ماتم شروع

کر دیا۔ آپؐ کو جب ایسا کرنے کی وجہ معلوم ہوئی تو آپؐ نے ان کے حق میں دعائے خیر کرتے ہوئے فرمایا میں تمہاری عزت اور ہمدردی کا شکر گزار ہوں لیکن فوت ہو جانے والوں پر نوحہ اور ماتم کرنا جائز نہیں یہ سب جاہلیت کی رسمیں ہیں۔ انھیں چھوڑ دینے میں ہی عافیت ہے۔ جب کوئی دکھ یا غم پہنچے تو اُس پر صبر کرنا چاہیے کیونکہ اللہ پاک کی طرف سے صبر کرنے والوں کے لیے خوش خبریاں ہیں۔ حفیظ جالندھری کا شعر اور قرآنی آیت کا مفہوم یکساں ہے۔ انہوں نے حواشی میں آیت اور ترجمہ لکھا مگر مکمل آیت نہیں لکھی نہ ہی سورۃ کا نام اور آیت نمبر درج کی۔

یہی لاتفسدو فی الارض کی تفسیر قرآں تھے
یہی بندے ادائے فرض کی تصویر ایماں تھے (۳۳)

سات اشعار پر مشتمل اس نظم کا عنوان "جذبہ ادائے فرض واحساس ذمہ داری" ہے۔ نظم کی ابتداء درج بالا شعر سے ہوتی ہے۔ حفیظ جالندھری نے حواشی میں اس شعر کے متعلق کوئی وضاحت پیش نہیں کی ہے۔ لاتفسدو فی الارض کا ترجمہ زمین پر فساد نہ پھیلاؤ۔ حفیظ جالندھری یہاں بتانا چاہ رہے ہیں کہ مسلمان اگرچہ تعداد میں کم لیکن حوصلہ مند، کمزوروں اور مظلوموں کی مدد کرنے والے تھے۔ ایمان کی قوت سے مالا مال تھے۔ ہر فرد کو اپنی ذمہ داری کا پورا احساس تھا اور بغیر غفلت برتے اپنی ذمہ داری کو ادا کرتے تھے۔ زمین پر فساد برپا نہ کرتے تھے بلکہ امن وراحت کے خواہاں تھے۔ قرآن پاک کی مذکوہ آیت میں کہا گیا ہے۔

ترجمہ: اور دنیا میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کر دی گئی ہے، فساد مت پھیلاؤ اور تم اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرتے ہوئے اور امید وار رہتے ہوئے بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔ (۳۴)

سورہ الاعراف کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں انبیاء کرام کے حالات اور انہیں جھٹلانے والی قوموں کے انجام کے واقعات بیان کر کے امت کے لوگوں کو ان قوموں جیسا عذاب نازل ہونے سے ڈرانا، ایمان اور نیک اعمال کی ترغیب دینا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کے بنیادی عقائد جیسے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اس کے وجود، وحی اور رسالت، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے اور اعمال کی جزا ملنے کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں قیامت کے دن اعمال کا صلہ دیا جائے گا۔ مختلف پیغمبروں اور ان کی قوموں کا احوال اور آخر میں شرک کے حوالے سے بات، مکارم اخلاق کی تعلیم، وحی کی پیروی اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا بیان ہے۔

حفیظ جالندھری کی اس نظم کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ وہ بھی ان کی ایسی ہی تصویر کشی کر

رہے ہیں جیسے سورہ الاعراف میں کی گئی ہے۔یعنی اللہ کی نافرمانیاں کر کے فساد پھیلانے میں حصہ نہ لیتے تھے اُس کے عذاب کا ڈر ان کے دل میں تھا۔ لیکن اس کی رحمت کے طلب گار بھی تھے۔اپنی ذمہ داری نبھاتے تھے۔اللہ پاک سے مدد مانگتے تھے یقیناًاللہ کی رحمت ان کے قریب ہے۔

شاہ نامہ اسلام کی چاروں جلدوں کا بہ نظر غائر مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ انہوں نے پہلی جلد کے جن اشعار میں الفاظ و آیات قرآنی کا استعمال کیا ہے ان کی تعداد آٹھ ہے۔دوسری جلد میں صفر، تیسری جلد میں پانچ چوتھی اور آخری جلد میں دو ہے۔قرآنی الفاظ و آیات کو اپنی شاعری میں برتنے سے واقعہ کے مستند ہونے کو ظاہر کیا ساتھ ہی ساتھ شعر کا آہنگ بھی برقرار رہا قرآن پاک ایسی نثر پر مشتمل ہے جس میں شعر کے قواعد و ضوابط نہ ہونے کے باوجود لفظوں کی ایسی ترتیب پائی جاتی ہے جو ایک خاص صوتی آہنگ پیدا کرتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جو قرآنی الفاظ و آیات شعر میں استعمال ہوئے وہ الگ سے نظر نہیں آرہے بلکہ شعر کا حصہ معلوم ہو رہے ہیں۔

اشعار میں ان قرآنی الفاظ و آیات کا استعمال ان کے کثیر المطالعہ ہونے کا ثبوت ہے۔انہیں اسلامی تاریخ کا پورا ادراک تھا اور حضورؐ کے سچے عاشق تھے جو واقعات پیش کیے ان میں صداقت بھی ہے اور ربط بھی۔اس ضمن میں اپنے مضمون "معیار" میں محمد دین تاثیر لکھتے ہیں۔

> "شاہنامہ اسلام تاریخی کتابوں، آیات اور احادیث کے حوالوں سے بھر ہوا ہے۔مصنف قدم قدم پر تاریخی تفصیلات کے بیان سے واقعات کی صداقت ظاہر کیے جاتا ہے اور اسلاف کے ان کارناموں کو مصور الفاظ اور مناسب اصوات سے زندہ کر دکھاتا ہے"(۳۵)

یہ سب نہ صرف فکر حفیظ کے جمالیاتی پہلو اور حُسن سخن کا عکاس ہے بلکہ ان کی قادر الکلامی، شاعرانہ عظمت اور محبت کا بھی ثبوت ہے جو شاہ نامہ کو اسلام کی معتبر تاریخ بناتا ہے۔

حواشی

۱۔ حفیظ جوبلی کمیٹی راولپنڈی، حفیظ کے پچاس برس، حفیظ کا جشنِ پنجاہ سالگی (۱۴ مئی ۱۹۵۰ء) ص ۱۷

۲۔ علی محمد، لاہور کا دبستان شاعری (لاہور، مقبول اکیڈیمی ۱۹۹ سر کلر روڈ، ۱۹۹۱ء) ص ۴۰۶

۳۔ غلام مصطفیٰ سیفی، ابوالاثر حفیظ جالندھری کی شاعری کا تنقیدی مطالعہ، لکھنو، اتر پردیش اردو اکادمی، ۲۰۰۹ء، ص ۱۴۸

۴۔ نواز حسن، حفیظ جالندھری۔ شخصیت و فن "شعبہ اُردو، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۳۱۰

۵۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد چہارم، لاہور، مظفر پرنٹر، ۱۹۷۵ء، ص ۱۴

۶۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد اول، جالندھر شہر، دفتر شاہ نامہ اسلام، ۱۹۲۹ء، ص ۵۷

۷۔ سورہ انعام (مکی) سورۃ نمبر ۶، پارہ (۷، ۸) آیت نمبر ۷۶ کنزالایمان ترجمہ القران۔ ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۸۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد اول، جالندھر شہر، دفتر شاہ نامہ اسلام، ۱۹۲۹ء، ص ۷۷

۹۔ سورہ البقرہ (مدنی) سورۃ نمبر ۲، پارہ (۱، ۲، ۳) آیت نمبر ۵۷ کنزالایمان ترجمہ القران۔ ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۱۰۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد اول، جالندھر شہر، دفتر شاہ نامہ اسلام، ۱۹۲۹ء، ص ۱۴۱

۱۱۔ سورہ الاحزاب (مدنی) سورۃ نمبر ۳۳ پارہ (۲۱، ۲۲) آیت نمبر ۵۶ کنزالایمان ترجمہ القران۔ ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۱۲۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد اول جالندھر شہر، دفتر شاہ نامہ اسلام، ۱۹۲۹ء، ص ۱۶۵

۱۳۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد اول، جالندھر شہر، دفتر شاہ نامہ اسلام، ۱۹۲۹ء ص ۱۶۸

۱۴۔ سورہ العلق (مکی) سورۃ نمبر ۹۶ (پارہ-۳۰) آیت نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵ کنزالایمان ترجمہ القران۔ ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۱۵۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد اول، جالندھر شہر، دفتر شاہ نامہ اسلام، ۱۹۲۹ء، ص ۱۷۲

۱۶۔ سورہ الحجر (مکی) سورہ نمبر ۱۵، (پارہ ۱۳، ۱۴) آیت نمبر ۹۴ کنزالایمان ترجمہ القران۔ ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۱۷۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد اول، جالندھر شہر، دفتر شاہ نامہ اسلام، ۱۹۲۹ء، ص ۱۸۸

۱۸۔ سورہ حم السجدہ (مکی) سورۃ نمبر ۴۱ پارہ (۲۴، ۲۵) آیت نمبر ۹ کنزالایمان ترجمہ القران۔ ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۱۹۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد اول، جالندھر شہر، دفتر شاہ نامہ اسلام، ۱۹۲۹ء، ص ۲۳۲

۲۰۔ سورہ التوبہ (مدنی) سورۃ نمبر ۹ (پارہ ۱۰، ۱۱) آیت نمبر ۴۰ کنزالایمان ترجمہ القران۔ ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۲۱۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد سوم، لاہور، مجلس اردو کتاب خانہ حفیظ، ۱۹۴۱ء، ص ۲۸

۲۲۔ سورہ انفال (مدنی) سورہ نمبر (پارہ ۹، ۱۰) آیت نمبر ۱۱، ۱۲ کنزالایمان ترجمہ القران۔ ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۲۳۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد سوم، لاہور، مجلس اردو کتاب خانہ حفیظ، ۱۹۴۱ء، ص ۵۶

۲۴۔ سورہ بنی اسرائیل (مکی) سورۃ نمبر ۱۷، (پارہ ۱۵) آیت نمبر ۱ کنزالایمان ترجمہ القران۔ ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۲۵۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد سوم، لاہور، مجلس اردو کتاب خانہ حفیظ، ۱۹۴۱ء، ص ۵۶

۲۶۔ سورہ النجم (مکی) سورہ نمبر ۵۳ (پارہ ۲۷) آیت نمبر (۷، ۸، ۹) کنزالایمان ترجمہ القران۔ ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۲۷۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد سوم، لاہور، مجلس اردو کتاب خانہ حفیظ، ۱۹۴۱ء، ص ۴۷

۲۸۔ سورہ آل عمران (مدنی) سورہ نمبر ۳ (پارہ ۳، ۴) آیت نمبر ۱۳۹ کنزالایمان ترجمہ القران، ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۲۹۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد سوم، لاہور، مجلس اردو کتاب خانہ حفیظ، ۱۹۴۱ء، ص ۱۹۱

۳۰۔ سورہ آل عمران (مدنی) سورہ نمبر ۳ (پارہ ۳، ۴) آیت نمبر ۱۴۴ کنزالایمان ترجمہ القران، ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۳۱۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد چہارم، لاہور، مظفر پرنٹر۔ ۱۹۷۵ء، ص ۶۸

۳۲۔ سورہ البقرہ (مدنی) سورۃ نمبر ۲ (پارہ ۱، ۲، ۳) آیت ۱۵۶ کنزالایمان ترجمہ القران۔ ضیاء القران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۳۳۔ حفیظ جالندھری، شاہ نامہ اسلام، جلد چہارم، لاہور، مظفر پرنٹر۔ ۱۹۷۵ء، ص ۲۱۱

۳۴۔ سورہ الاعراف (مکی) سورہ نمبر ۷ (پارہ ۸، ۹) آیت نمبر ۵۶ کنزالایمان ترجمہ القران۔ ضیاء القران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان

۳۵۔ محمد دین تاثیر، معیار، مشمولہ، افکار حفیظ نمبر، ۱۹۶۳، (مرتبہ) صہبا لکھنوی (کراچی، مکتبہ افکار۔ ۱۹۶۳ء) ص ۴۷۵

کتابیات

1. Hafeez jubilee committee, Hafeez K fifty years, Rawalpindi: 14 May 1950.
2. Jalandhari Hafeez, Shahnama-e –Islam Vol 1, Jalandhar: Daftar Shahnama-e-Islam,1929
3. Jalandhari Hafeez, Shahnama-e –IslamVol 3, Lahore, Majlis Urdu Kitab Khana Hafeez, 1941
4. Jalandhari Hafeez, Shahnama-e –Islam Vol 4, Lahore: Muzaffar Printer, 1975
5. Knazul Iman trajuma Quran, Lahore, Karachi Pakistan: Zia ul Quran Publication
6. Khan Ali Muhammad, Lahore ka diabistan-e-Shairi.Lahore: Maqbool Academy 199 Circular road, 1991
7. Syfi Ghulam Mustafa, Ab-ul-Asar Hafeez Jalandhari ki shairi ka tanqeedi mutala. Lakhnao: Uter Perdesh Urdu Academy, 2009
8. Taseer Muhammad Deen, Mayar in Afkar, Hafeez No, Karachi: Maktaba-e-Afkar, 1963
9. Zaidi Nawaz Hassan, Hafeez Jalandhari-Shakhseeyat o Fun. Lahore: Shob-e-Urdu Punjab University, 2004